

از حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

رپورٹنگ، جناب محمد عثمان غنی مدیر الارشاد



افادات درس بخاری

درس بخاری شریف کے افتتاحی ایک یادگار تقریب ہے

مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۸۱ بروز جمعرات جامعہ مدینہ المنک شہر میں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد المحسینی صاحب دامت برکاتہم کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے اور درس بخاری شریف کا افتتاح فرمایا۔ نماز ظہر کے بعد حضرت قاضی صاحب نے مختصر سالتعارف معززین شہر اور حاضرین مجلس سے کرایا۔ بعد میں حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی نے خطبہ مسنونہ پڑھا۔ آپ کے ساتھ حاضرین اور طلباء حدیث نے بھی خطبہ کے الفاظ دہرائے اور پھر اسی انداز سے بخاری شریف جلد دوم کی ایک حدیث کا متن بھی تلاوت کیا گیا۔ آخر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مختصر خطاب فرمایا اس پر وقار اور یادگار تقریب کا قلمی عکس پیش خدمت ہے۔ (احقر محمد عثمان غنی)

تعارفی کلمات از حضرت قاضی صاحب | بعد از خطبہ مسنونہ — اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: **أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ**۔ آپ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان فرماتے رہا کریں۔ ایک ہے عز و فخر، وہ تو اور بات ہے۔ ایک ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بیان کرنا، یہ عبادت ہے۔ سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اور ہم جیسے گنہگاروں کو تھوڑی سی دیر کے لئے اپنے گھر میں جمع ہو کر دین کی بات سننے کی توفیق بخشی ہے۔

ہمارے اکابر، اللہ سب کو سلامت رکھے۔ ان حضرات کا یہ ممتاز وصف ہے کہ وہ ہمیشہ اصاغری سرپرستی فرماتے رہتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ اصاغری لغزشوں پر سرزنش کریں، ان کو تنبیہ کریں یا سمجھائیں، نہایت شفقت کے ساتھ ان کے گندے چہروں کو اسی طرح دھوتے رہتے ہیں جس طرح ماں اپنے بچے کے چہرے کو دھوتی رہتی ہے۔ یہ بھی اکابر کا خاصہ ہے، اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وصف ہمارے

اکابر کے سوا کسی میں نہیں ہے۔ ہمارے اکابر کی اصغر نوازی، چھوٹوں پر شفقت کرنا، یہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی میں ہے۔

بعض احباب پوچھتے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے کام کیسے ہوتے رہتے ہیں؟ آپ کے پاس کون سا سرمایہ ہے؟ کون سی طاقت ہے؟ کس پر اعتماد ہے؟ کتابیں چھپ رہی ہیں۔ رسالے نکل رہے ہیں، مدارس اور مساجد چل رہے ہیں۔ درس و تدریس کے سلسلے جاری ہیں۔ دینی محافل کا انعقاد ہو رہا ہے۔ تو میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ مادی اسباب پر نظر نہ رکھیں۔ سب سے بڑی اللہ تعالیٰ کی جوہم پر رحمت ہے۔ وہ اکابر کی سرپرستی ہے۔ ان کی دعائیں ہمارا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ ہمیں اللہ کی ان نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے۔ ————— آج کی یہ

تقریب کوئی معمولی تقریب نہیں ہے۔ ایک تو دینی مدرسے میں دین کی بات ہوگی۔ پھر اس دین کی بات کو بیان کرنے کے لئے جس کتاب کا انتخاب کیا گیا ہے۔ وہ صحیح بخاری ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد اصح الکتاب ہے۔ آج سے چند سال پہلے ہم نے اپنے مدرسے کے تعلیمی سال کے افتتاح کے لئے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم حقایہ اکوڑہ خٹک کو زحمت دی تھی اور آپ کمال شفقت تشریف لائے تھے۔ انہوں نے ہمارے ایک طالب علم کو اصول الشاشی کا درس پڑھا کر ابتداء کی تھی۔ ان کی وہ دعا اس وقت اتنی مستجاب ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہمارے مدرسے میں حدیث کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ درس قرآن ہے، درس حدیث ہے۔ پچھلے سال بخاری شریف جلد اول جب ہم نے شروع کی تھی تو ہمارے علاقہ کے علماء کے سرپرست اور اس وقت کی بہت ہی بڑی علمی شخصیت، متقی، حیدر وائے مولانا عبدالحکیم صاحب تشریف لائے تھے، انہوں نے بخاری کی جلد اول کا افتتاح فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ پچھلے سال بخاری جلد اول تکمیل پذیر ہو گئی۔ اللہ قبول فرمائے۔ اس سال میرا دل یہ چاہتا تھا کہ ہم حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کو پھر زحمت دیں۔ یہ تو آپ حضرات بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتا ہوں کہ حضرت ایک تو عظیم الفرصت ہیں، پھر ان کی عمر کا تقاضا، پھر امراض کا اتنا غلبہ ہے کہ یہ ان کی کرامت ہے کہ اس حال میں بھی سارے کام بخار ہے ہیں۔

تو نہایت شفقت کے ساتھ انہوں نے ہماری سرپرستی فرمائی اور یہاں تشریف لانے کی درخواست کو شرف قبول سے نوازا، ان کا یہاں تشریف لانا ہی ہماری خوش بختی کا ضامن ہے۔ ہم گنہگار انسان ہیں، اس بستی میں آپ کے قدم آگئے، انشاء اللہ کئی عذاب ہم سے مرتفع ہو جائیں گے۔ اور پھر آپ حضرات تشریف لائے۔ تو عالم ربانی کی زیارت بھی عبادت ہے۔ ابھی حضرت حدیث کا سبق پڑھائیں گے۔ ایک منٹ لیں، دو منٹ لیں، جتنی آپ کی مرضی ہے، ہمارے لئے آپ کا آجانا ہی بہت بڑا شرف اور برکت

ہے۔ حضرت کے ساتھ آپ بھی حدیث پڑھیں گے، پھر آپ کا سلسلہ سند حضرت کے ساتھ مل جائے گا۔ حضرت کے واسطے سے آپ کا سلسلہ سند حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جائے گا۔ اور پھر جبریل سے اور پھر خداوند تعالیٰ سے مل جائے گا۔

سند کا درجہ | یہ سند کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ صرف اسلام کا خاصہ ہے۔ کسی دین میں سند نہیں ہے۔ اس لئے حضرت کو تکلیف دی گئی ہے کہ آپ تشریف لائیں اور ہمیں اس شرف سے مشرف فرمائیں۔ ہم نے ایک قسم کی گویا گستاخی کی ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسی چیزیں برکت کے حصول کے لئے گوارا کر لی جاتی ہیں، کیونکہ مقصد حصول برکت ہوتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث کی شخصیت | ان کا وجود اس برصغیر ہی کے لئے نہیں بلکہ عالم اسلامی کیلئے اللہ کے دین کا ایک محافظ ہے۔ ان کی تقاریر اسمبلی میں ان کی بحثیں آپ حضرات نے پڑھی ہوں گی۔ ایک وہ مرد فقیر جس نے ساری زندگی کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے پڑھانے میں گزاری، وہ کس طرح آئین کے متعلق اپنی صائب رائے دے سکتا ہے؟ اور پھر اپنا سب سے مٹا سکتا ہے۔ کہ ہم بوریہ نشین بھی یہ حق رکھتے ہیں کہ ہم بھی آئین کے متعلق کچھ کہیں۔ اور پھر؟ بتایا کہ اگر ہمیں ذرا سا وقت ملے اور کچھ رکاوٹیں دور ہو جائیں تو آج بھی ہم اپنے اندر وہ طاقت رکھتے ہیں کہ اس ملک میں بلکہ عالم اسلامی میں اللہ کے نظام کو نافذ کر سکیں۔
انتخابی مہم میں حصہ | آپ حضرات جانتے ہی ہیں کہ گزشتہ انتخابات میں سرحد کی ایک بہت بڑی شخصیت جو اس وقت صوبہ کے خود مختار وزیر اعلیٰ تھے کے ساتھ اس مرد فقیر کا مقابلہ ہوا۔ لیکن اس کو حضرت نے ایسی شکست دی کہ وہ جگہ جگہ کہنے پر مجبور ہوا کہ میرے مقابلے میں ان نہیں تھا بلکہ نبی تھا۔ (العیاذ باللہ) میں کیسے جیتا اس سے؟

ہم نے حضرت کو واقعی بڑی تکلیف دی۔ میں خود اس پر نادم ہوں۔ لیکن میرے سامنے حضور کا ایک واقعہ ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ کے ہاں اور آپ نے یاہر سے استیذان فرمایا: "اسلام علیکم؟" اندر سے کوئی جواب نہیں آیا۔ حضورؐ نے دوسری بار "اسلام علیکم؟" فرمایا کوئی جواب نہیں آیا۔ تیسری بار فرمایا، کوئی جواب نہیں آیا۔ حضورؐ واپس لوٹے کہ تین مرتبہ میں نے اسلام علیکم کہا ہے، کوئی جواب نہیں آتا تو اندر کوئی نہیں ہوگا۔ اور شریعت کا حکم بھی یہی ہے کہ ایسی صورت میں واپس ہو جائیں۔ صحابیؓ حضورؐ کے پیچھے دوڑے دوڑے آئے کہ "اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے تو آپ کا سلام سن لیا تھا۔" فرمایا: "تم نے یہ کیا کیا؟ جواب کیوں نہ دیا؟" حضورؐ! میں نے تینوں بار جواب کہا مگر ذرا آہستہ کہا تاکہ جواب بھی ہو جائے اور آپ کے سماع تک بھی نہ پہنچے۔ تاکہ آپ جو مجھ پر بار بار

کہہ رہے ہیں۔ اسلام علیکم۔ یہ برکتوں کا کلام منقطع نہ ہو جائے۔ ”تو ہم نے بھی گستاخی ضرور کی ہے۔ لیکن انشاء اللہ ان کے قدم سے ہمارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ آپ حضرات نے زیارت فرمائی۔ اب حضرت کے ارشادات کو سن لیں گے۔ اور یاد رکھیں۔ یہی لوگ ہیں میرے دوستو! دین کا دفاع کرنے والے۔ ہم مسلمان ہیں ہماری سب سے بڑی گراں مایہ جو متاع ہے وہ ایمان اور دین ہے۔ دین کے محافظ یہی لوگ ہیں۔ یہی دین کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔ اور ہر باطل نظریہ کا ہر جگہ دفاع کرنے والے ہیں۔

حدیثوں کی چھلنی | ہارون الرشید کے زمانے میں ایک زندیق پکڑا ہوا آیا جس نے موضوع حدیثین بنا کر احادیث کے ذخیرے میں جمع کر دی تھیں۔ ہارون الرشید کو پتہ چلا تو اس کو بلایا۔ حکم دیا کہ یہ گردن زدنی ہے۔ اس کی گردن اڑا دو، اس نے کہا ”آپ مجھے ماریں کوئی بات نہیں ہے۔ جو میں نے کرنا تھا وہ کر لیا ہے۔ میں نے کئی لاکھ ”حدیثیں“ بنا کر احادیث کے ذخیرے میں جمع کر دی ہیں، اب کوئی صحیح اور غلط حدیث میں امتیاز نہیں کر سکے گا۔ لوگوں میں بے دینی پھیل جائے گی۔“

تو کیا جواب دیا ہارون الرشید نے؟ کہا کہ ”بے ایمان! تجھے نہیں پتہ؟ ہمارے پاس ایک چھلنی ہے وہ چھانے گی، تیری بنائی ہوئی موضوع ”حدیثیں“ نیچے گر جائیں گی، صحیح حدیثیں باقی رہ جائیں گی۔ اور وہ چھلنی کون ہے؟ عبد اللہ ابن مبارک عظیم محدث۔ تو یہ لوگ دین کی چھلنیاں ہیں۔ یہ ہمارے دین کے محافظ ہیں۔ ان کی نیند بھی عبادت، ان کے دیکھنے سے بھی شیطان بھاگ جاتا ہے۔ بلکہ میرا ایمان ہے۔ اللہ کے ولیوں، علماء حق کی قبروں سے بھی شیطان بھاگتا ہے۔ وہاں بھی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

تو اب ہمارا چھوٹا سا پروگرام ہے۔ ہمارے مدرسے کے طلباء ہیں، وہ ایک حدیث پڑھیں گے، حضرت اس کو سماعت فرمائیں گے۔ جتنا بھی آپ بولیں، ایک منٹ بولیں، دو منٹ بولیں، آپ بولیں گے اور پھر حضرت کی دعا پر یہ مجلس برخاست ہو جائے گی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ

درس حدیث کا افتتاح از حضرت شیخ الحدیث
مولانا عبد الحق صاحب دامت برکاتہم

وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ - أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ
وَأَحْسَنَ الْهُدَى هَدَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا
وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ -

وَبِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ - أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدٍ ابْنِ إسماعيل ابْنِ

بِرَاهِمِ ابْنِ مَغِيْرَةَ ابْنِ بَرْدِزْبَه - البخاری نفعنا اللہ بعلمہ آمین ۵

کتاب المغازی

بَابُ غَزْوَةِ الْعُسَيْرَةِ اَوْ قَالَ الْعُسَيْرَةِ ط - وَقَالَ ابْنُ اسْحَقٍ اَوَّلَ مَا نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَبْوَاءُ ثُمَّ بَوَاطُ ثُمَّ الْعُسَيْرَةُ ط
وَبِهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ - قَالَ حَدَّثَنَا نَعْبَةُ عَنْ ابْنِ اسْحَقٍ قَالَ كُنْتُ إِلَى جَنْبِ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ تَبَارَكَ تَعَالَى عَنْهُمْ فَقِيلَ لَهُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ - قَالَ كَمْ غَزَوْتَ مَا أَنْتَ مَعَهُ - قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ - نَلْتُ فَايَهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ - قَالَ الْعُسَيْرَةُ ط اَوَّلَ الْعُسَيْرَةِ ط فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ ط حِمَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى - فَقَالَ الْعُسَيْرَةُ بَلَّ شَتَّى -

(نوٹ :- حاضرین نے سبقاً حدیث کا ایک ایک جملہ حضرت کے پیچھے پیچھے دہرایا)

میرے محترم بزرگو! بخاری شریف جلد ثانی کا یہ افتتاح ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی برکات ہم سب کو عطا فرمائیں۔ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی دامت برکاتہم اس افتتاح کے لئے زیادہ النسب جتنے اور زیادہ لائق ہیں، وہ حقیقت میں مجمع البحرین ہیں۔ علوم ظاہر یہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کو وافر عطا فرمائے ہیں۔ اور علوم باطنیہ سے بھی اللہ نے اُن کو نوازا ہے۔ حضرت لاہوریؒ کے مجاز خلیفہ ہیں اور حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ جو ہمارے سب کے شیخ ہیں، اُن کے شاگرد ہیں۔ ان سے بیعت ہیں، اور پھر ان کی دینی خدمات ہمیں معلوم ہیں کہ یہ کواٹ، پشاور، واہ، راولپنڈی، اسلام آباد، ایبٹ آباد اور دوسرے شہروں میں جا کر قرآن مجید کے درس دیتے ہیں۔ یہ اللہ کی امداد ہے ان کے ساتھ اور اللہ کی جانب سے اتمام حجت ان کو بنایا ہے۔ قیامت کے دن یہ کوئی نہیں کہہ سکے گا کہ ہمیں دین کے مسائل معلوم نہ تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔ ”کیوں زاہد الحسینی تشریف نہیں لائے تھے، آپ کے ہاں؟ اور آپ کو تبلیغ انہوں نے نہیں کی تھی۔؟“ اتمام حجت ہو رہا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۵)

یہ ہر ایک کی ہمت نہیں ہے۔ ہم جیسے بوڑھوں اور کمزوروں کے لئے تو ایک قدم لینا بھی مشکل ہے۔ حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ صحت اور عافیت اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کے صاحبزادوں کو اللہ تعالیٰ ان کا جانشین بننے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب حضرات کو یہ رفاقت جو دین اور دنیا کے فوائد سے

مالا مال ہے۔ نصیب فرمائے۔

شرکاء مجلس کیلئے بشارات | خدا کرے کہ کچھ کلمات آپ کی خدمت میں عرض کر سکوں، سب سے پہلے دو تین باتیں ہیں۔ جو مختصر عرض کرتا ہوں۔ اول تو یہ کہ آپ حضرات علم سیکھنے کیلئے اس مسجد میں تشریف لائے ہیں۔ کسی نے دس قدم لئے ہوں، کسی نے سو قدم، کسی نے ہزار قدم، کوئی اپنے کمرے سے یہاں تک آیا ہو، بہر تقدیر مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ۔ کا مصداق ہو جاتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی ایک طریقہ، ایک راستہ چلائے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ علم حاصل کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے بدلے میں جنت پہنچانے کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت عطا فرمائے۔ اس میں ضروری نہیں ہے کہ سفر اختیار کیا جائے، میں نے عرض کیا ہے کہ اس کمرے سے اس کمرے تک بھی دو تین قدم جو چلا ہو وہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ بہر تقدیر اگر جسمانی قدم نہ ہوں، قلم کے ذریعے سے آپ نے کچھ علمی وضاحت کر لی، زبان کے ذریعے سے یہ بھی اسی زمرے میں شامل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا خاتمہ جنت میں جانے کا کر دیتا ہے۔ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔ مثلاً ایک شخص ہے کہ اس کو اللہ نے توفیق دی درس میں شریک ہونے کی۔ اور اس کے سوا کوئی دین کی خدمت نہیں۔ درس میں شرکت کی ہے تو اللہ اس کے لئے اس درس کی شرکت کی وجہ سے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔ مثلاً آخری عمر میں اس نے حج کر لیا۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ الْحَجَّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءُ إِلَّا الْجَنَّةُ ط۔ حج مقبول کی جزاء اور بدلہ اللہ کے نزدیک سوائے جنت کے اور کوئی نہیں۔

کتنی بڑی بات ہے! اس کے لئے اللہ نے جنت کا راستہ آسان کر دیا۔ یا ایک اور مثال ہے کہ ایک شخص آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد کے دوران، اور عرض کرتا ہے کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اگر کلمہ پڑھ لوں، مسلمان ہو جاؤں، اور جہاد میں شریک ہو جاؤں تو کیا اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے بخش دے گا؟" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں ضرور بخشے گا۔" اس شخص نے کہا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ط۔ اس کی مٹھی میں چند چھوٹے پتھر تھے، ان چھوٹے پتھروں کو پھینکا اور جا کر دشمن کی صفوں میں گھس گیا۔ اور اسی وقت شہید ہو گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور کہا کہ دیکھا آپ نے اس شخص کو، کلمہ پڑھ کر شہید ہوا ہے۔ نہ اس نے نماز پڑھی ہے۔ نہ روزہ رکھا ہے۔ نہ زکوٰۃ دی ہے۔ نہ حج کیا ہے، لیکن جو قربانی حق اس نے کر لی، اب یہ جنت کا راستہ اس کے لئے آسان ہو گیا یا نہیں ہوا؟ جنت کے لئے جو راستے ہیں، ہزاروں کر دڑوں راستے، وہ اللہ کے علم میں ہیں۔ اللہ ہم سب کو جنت عطا فرمائے۔ جس شخص نے علم کا طریقہ اختیار کیا

علم کے راستے پر روانہ ہوا، آپ حضرات یہاں جمع ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔
مزید خوشخبری | دوسری چیز۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نَصَرَ اللّٰهُ اِمْرًا سَمِعَ لِقَالَتِي نَوْعًا هَاثِمًا اَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا۔ (اوکما قال) اللہ تبارک و تعالیٰ تروتازہ رکھے اس شخص کو جو بھی میرا کلام سن
 ے جیسے آپ نے جلد دوم بخاری شریف کی ایک حدیث آج سن لی، اور جلد اول پہلے ختم کر لی، کلام سن لیا۔ تو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ تروتازہ رکھے۔ وہ دنیوی و اخروی دونوں لحاظ
 سے تروتازہ ہوں۔ حضرت مولانا زاہد الحسینی دامت برکاتہم نے ابھی آپ سے فرمایا کہ میرے دوست کہتے ہیں
 یہ تمام کام کیسے چل رہے ہیں۔؟ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ جو حدیث شریف کی خدمت کرے گا۔ اللہ
 تبارک و تعالیٰ تروتازہ رکھیں گے۔ دنیا میں بھی، آخرت میں بھی، نہ اس کے لئے پیسوں کی کمی، نہ کپڑوں کی کمی،
 نہ مکانوں کی کمی، نہ باغوں کی کمی، نہ عزت کی کمی، نہ جلالت کی کمی، کوئی بھی کمی نہیں ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی دعا ہے۔ نَصَرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي۔ جس نے میرے مقالے کو سنا، ایک حدیث کو سنا،
 اس کو یاد کر لیا۔ پھر اس حدیث کو پہنچا دیا۔ اور لوگوں کے پاس۔ وَاَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا۔ جس طرح اسے سنا
 تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہے۔ یقیناً۔

اصلی عزت | میں کبھی کبھی اپنے طلباء سے کہتا ہوں حضرت مولانا صاحب غورغشتویج آپ جانتے
 ہیں، محدث تھے، کتنی بڑی عزت تھی ان کی، کتنا بڑا جلال اور جمال تھا ان کا، ان کے مقابلے میں اور بھی بہت
 سے اچھے اچھے علماء بھی تھے، غورغشتی میں بھی تھے، چچہ میں بھی تھے، ہزارے میں بھی تھے، اُس زمانے میں
 لیکن جو تروتازگی اور جو عزت حضرت مولانا صاحب کو ملی تھی وہ کسی اور کو حاصل نہ تھی۔ یہ انعام رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی ہی کا نتیجہ تھا کہ نَصَرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا
 كَمَا سَمِعَهَا۔ تو حضرت مولانا زاہد الحسینی کے جتنے کام ہیں وہ دین کے لئے ہیں اور حدیث کی اشاعت کیلئے
 ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو بھی تروتازہ رکھیں گے۔ کوئی کمی انشاء اللہ کسی چیز میں نہیں آئے گی۔

علماء حدیث کا بلند مرتبہ | اور اس کے علاوہ حدیث میں آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْ خُلَفَائِي۔ یا اللہ! میرے خلیفہ جو ہوں گے، اُن پر رحم فرما۔ کتنا بڑا مشفقانہ لفظ ہے۔
 یا اللہ! جو میرے نائب ہوں گے، میرے خلیفہ ہوں گے۔ اے اللہ! اُن کے اوپر رحم فرما۔ تو حدیث میں آتا ہے
 صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا میرے خلفاء وہ ہیں جو حدیثوں
 کو پڑھ کر یاد کر لیتے ہیں۔ اور پھر دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ وہ میں میرے خلفاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں۔ یہ میرے خلیفہ ہیں، میرے قائم مقام ہیں، اور دین کی اشاعت کرنے والے ہیں جو دین اور وحی اور

حدیث کو سیکھ کر پھر دوسروں تک پہنچائیں۔ تو اللہ اس پر رحم کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یقیناً مستجاب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس دعا کی برکت سے ہم سب کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں شمار فرمائے۔

حضور اکرم کا قرب | حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن میرے قریب سے زیادہ وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ درود شریف مجھ پر بھیجتا ہے۔ تو علماء حدیث جو حدیث پڑھتے ہیں۔ ہر حدیث کی ابتداء میں یہ ضروری ہے کہ صحابی کا نام آئے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین بھی ساتھ ہوں رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہم اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جب آئے تو اس کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا چاہئے۔ تو دن میں اگر سو حدیثیں ہوں گی تو سو بار کم سے کم درود شریف پڑھیں گے۔ ہزار حدیثیں اگر تو ایک ہزار دفعہ درود شریف پڑھ لیا۔ پھر جو کمترین صلوٰۃ ہیں وہ وہ لوگ ہیں جو علم حدیث پڑھتے ہو پڑھاتے ہیں۔ جو درس میں شریک ہوتے ہیں۔ شریک ہونے والا اور پڑھانے والا دونوں ایک ہی حکم میں امام بخاریؒ کے حالات | میرے محترم بزرگو! حدیث کی بڑی فضیلت ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے امام بخاریؒ کو بہت بڑا شرف عطا فرمایا ہے۔ ان کا نام ہے ابو عبد اللہ محمد ابن اسماعیل ابن ابراہیم ابن ابن بردزنبہ۔

۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۰ھ شوال، جمعہ کی نماز کے بعد بخار کے اطراف و جوانب میں اللہ تعالیٰ ان عالم ظہور میں لے آئے اور یکم شوال بعد از عشاء ۲۵۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ تقریباً ساٹھ برس ان مکتی۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو جو حافظہ دیا تھا وہ بھی بلا کا تھا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں دس برس کا بچہ تھا کہ اس زمانے میں بخار کے علماء مدارس میں درس حدیث میں شامل ہوتے تھے، میں بھی جامعہ علماء مجھے فرماتے کہ بچے جاؤ جاکر کھیلو۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرات نے پندرہ دن میں پندرہ ہزار پڑھ لی ہیں۔ ہر روز ایک ہزار حدیث استاذ پڑھاتا رہا۔ اور آپ لوگ آکر کے مجھ سے سن لیں۔ پہلے دن حدیث، فلاں حدیث، فلاں حدیث پڑھائی گئی۔ ایک ہزار حدیثیں گنوا دیں۔ اور پھر دوسرے دن جو ایک ہزار حدیثیں پڑھائی گئیں وہ یہ ہیں۔ تیسرے دن کی حدیثیں یہ ہیں۔ تو وہ عالم جو ناقل ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم حیران کہ یا اللہ! اس بچے کو آپ نے کس طرح کا حافظہ عطا فرمایا ہے۔

اتنا بڑا حافظہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا کہ وہ ہر ایک دن میں ایک ہزار احادیث سن کر لے کر لیتے تھے۔ ان کے پاس تقریباً چھ لاکھ حدیثیں جمع تھیں۔ چھ لاکھ۔ اور جیسا کہ حضرت مولانا نے آپ سے اشارہ بھی کیا کہ ایک نمونہ یہ کہا کہ میں نے اپنا کام کر لیا ہے۔ میں نے حدیثیں بہت سی گھڑ لی ہیں

اس سے دین میں گڑ بڑ پیدا ہوگی۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسے محدثین کی تذلیل کے لئے جیسے عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا۔ دکیع رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا، اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دین کا کام لیا۔ ان کو چھ لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ اور ایک دن ان کے استاذ اسحاق ابن راہویہ نے کہا کہ ایسا کوئی کارنامہ ہمارے طلباء کر لیں کہ خالص، مرفوع، حدیثوں کو جمع کر لیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اس خدمت کے لئے میں کھڑا ہوتا ہوں لیکن چونکہ یہ بڑا اہم کام تھا، اس لئے میں نے اس میں تردد کیا۔ تو خواب میں میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور میں مورچوں کی طرح چل رہا ہوں اور گرد و نواح میں مکھیاں ہیں، ان کو اڑا رہا ہوں۔ تو امام بخاریؒ خواب سے جب اٹھے تو ظاہر بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا یہ بالکل صحیح ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ شیطان کو اللہ نے یہ طاقت نہیں دی کہ وہ پیغمبر کی شکل میں بیداری میں یا خواب میں آسکے تو امام بخاریؒ حیران ہو گئے۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر تو مکھیاں بیٹھا نہیں کرتی تھیں۔ یہ خواب جو میں نے دیکھا اس کی تعبیر کیا ہے؟ پھر انہوں نے اپنے استاذ کے سامنے یہ خواب پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مبارک ہو تمہارے ہاتھ سے اللہ تبارک و تعالیٰ دین کی خدمت لے گا۔ اور وہ حدیثیں جو کمزور ہیں وہ الگ کر دو اور جو قوی روایتیں ہیں۔ ان کو تم جمع کر لو۔ پھر اس کے بعد امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میرا جذبہ بڑھا اور مجھے مزید شوق پیدا ہوا۔ تو چھ لاکھ حدیثیں ان کو یاد تھیں۔ ان چھ لاکھ حدیثوں میں سے انہوں نے انتخاب کر لیا ہے۔ یہ دونوں جلدیں جو ہیں ان میں سات ہزار دوسو چھتر حدیثیں ہیں۔ (۷۲۷) اور مکملات کو اگر نکال دیں۔ تو چار ہزار رہ جائیں گی۔ تو جو چھ لاکھ حدیثوں کا مغز اور نچوڑ ہے وہ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں جمع کر دیں اور کس طریقے پر؟ اس طریقے پر کہ ہر حدیث کو جو انہوں نے کتاب میں درج کیا ہے تو سب سے پہلے غسل کیا۔ اور خوشبو لگائی، پھر دو کعتیں استخارے کے طور پر پڑھیں۔ پھر استخارے کے بعد جب انہیں اطمینان ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے تو انہوں نے پھر اس کو مکھنا شروع کیا۔ اور روضۃ من ریاض الجنۃ کے پاس، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۃ الطہر کے پاس بیٹھ کر تراجم البواب انہوں نے لکھے مثلاً باب بد الوجی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب العلم قبل العمل وغیرہ تراجم ہیں وہ لکھے۔ سولہ برس میں تقریباً انہوں نے ان حدیثوں کا انتخاب مسودے میں کیا۔ ایک مسودہ انہوں نے تیار کیا۔ اور پھر اس مسودے کو دونوں جگہ حرمین الشریفین میں، مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم کے درمیان میں لکھنا شروع کیا یا مدینہ منورہ میں روضۃ من ریاض الجنۃ کے پاس بیٹھ کر کے لکھنا شروع کیا مولانا محمد ابن احمد مروزی فرماتے ہیں کہ میں خانے کعبے میں مقام ابراہیم میں مراقبہ ہوا، نیند آئی وہیں تو کیا

دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کہ اے مروزی! کب تک امام شافعیؒ کی کتاب پڑھو گے؟ میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی کتاب کو نسی ہے؟ فرمایا الجَامِعُ الصَّحِيحُ لِلْبَخَّارِيِّ۔ فرمایا یہ ہے میری کتاب۔ اس کو بھی تو پڑھا کرو۔ اسے کیوں نہیں پڑھتے؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں۔ اس لئے کہ صحیح اور مرفوع احادیث اس میں جمع کی گئیں۔

جہاد کی حقیقت اہمیت | جو احتیاط امام بخاریؒ نے کی ہے۔ جو تقویٰ اور زہد انہوں نے اختیار کیا اسکی تو کوئی مثال اب تک نہیں ہے۔ یہ بھی میں آپ سے عرض کر دوں کہ بخاری شریف ابتداء سے لیکر انتہاء تک تمام دین کے اوپر حاوی ہے۔ دین کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جسکی طرف اشارہ یا ثبوت یا دلیل بخاریؒ نے نہ بیان کی ہو۔ یہ آج جو ہم نے عبارت پڑھی اس کو کتاب المغازی کہتے ہیں۔ اس سے پہلے جلد اول میں باب الجہاد گذرا ہے۔ وہ تقریباً ڈھائی پارے ہیں، جہاد کا حکم کیا ہے؟ جہاد کب عند اللہ جہاد ہوگا؟ نیت کیسی ہونی چاہئے؟ تو وہ جہاد کے جو مسائل ہیں وہ مسائل تو جلد اول میں گذر چکے ہیں۔ جہاد نام ہے کس چیز کا؟ جہاد جہاد کا دین کی حفاظت کیلئے اپنی طاقت اور اپنی مشقت کو خرچ کرنا۔ یہ ہے جہاد۔

تو جہاد کے جو مسائل ہیں وہ جلد اول میں گذر چکے ہیں۔ اب اس باب میں یہ بتائیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کتنے غزوے فرمائے، آپ نے کتنے سرایا فرمائے؟ کتنے جیوش بھیجے۔؟ غزوہ اس کو کہتے ہیں کہ جس میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے ہوں۔ اور جب خود شریک نہ ہوں اور صحابہؓ کو بھیج دیا۔ ہاجرین یا انصار یا دونوں کو، تو اس کو سرایا کہتے ہیں۔ تو مغازی جو ہیں ان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مغازی ۲۷ ہیں۔ جن غزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک ہوئے وہ ستائیس ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ چوبیس غزوات ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ۲۱ غزوات ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۹ غزوات ہیں۔ زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انیس غزوات ہیں۔ بہر تقدیر تفصیل کے ساتھ جن لوگوں نے ذکر کیا ہے۔ وہ ۲۷ ہیں۔

تو ۲۷ غزوات ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی۔ مثلاً غزوہ تبوک میں، غزوہ خندق میں، غزوہ بدر میں، غزوہ احد میں، اور سرایا جو ہیں جن میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو جو بھیجا وہ سرایا ہیں، ان میں انصار و ہاجرین کو بھیجا ہے۔ ان کے متعلق کم سے کم قول یہ ہے کہ چالیس سرایا ہیں۔ اور ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ۵۶ سرایا ہیں۔ تو جو جماعتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے لئے بھیجی ہیں۔

اسلام کی خدمت اور اشاعت کے لئے وہ ۵۶ ہیں۔ اور خود بنفس نفیس جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی ہے۔ وہ غزوات ستائیس ہیں۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ اس حساب سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد، چالیس سال پر نبوت ملی، ۲۳ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد روئے زمین پر رہے، تو اس بنا پر حضورؐ نے ۵ برس کی عمر میں جہاد شروع کیا۔ ہر تین مہینے میں ایک بار غزوہ کیا۔ اب ہم لوگ تو کہتے ہیں ہم بوڑھے ہو گئے ہیں، کمزور ہو گئے ہیں۔ اور بے ہمت ہو گئے ہیں، لیکن آپ جانتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں قیصر کے مقابلے کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ تو ان غزوات میں جو شرکت کی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سرایا کو جو بھیجا، ہر سہ ماہی میں ایک جہاد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی یا سر یہ کو بھیجا۔

اہل مدینہ کی وفاداری | جہاد کے لئے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت تلوار اٹھائی جب مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی۔ تیرہ برس کفار کے ہاتھوں سے قسم قسم کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ یہاں تک کہ تین سال قید کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیف بنی کنانہ میں۔ اور آخر میں پھر کافروں نے دارالندوہ میں مشورہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم آج رات شہید کر دیں گے، اُس وقت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی کہ آپ ہجرت کریں۔ ان تیرہ برس میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کافر کو جواب نہیں دیا۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعِزِّ مِنَ الرُّسُلِ (احقاف) فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا۔ (بقرہ ۱۰۹) یہ اللہ کا حکم تھا۔ یہ اللہ کی طرف سے تقریباً اسی آیتیں صبر کی آئیں۔ تیرہ برس مکہ مکرمہ اور پھر اس کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تو کفار نے اہل مدینہ کو بھی خطوط بھیجے، وفود بھیجے اور یہ کہا کہ اے اہل مدینہ! تم بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں ٹھہرنے کی اجازت مت دو ورنہ ہم تمہاری عورتوں کو باندیاں بنا دیں گے۔ اور تمہارے لڑکوں کو غلام بنادیں گے۔ اور تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے۔ اور ہم تمہارے اوپر چڑھائی کر دیں گے۔

چنانچہ اہل مدینہ جمع ہوئے، اُن میں بعض منافقین بھی تھے۔ جیسے عبد اللہ ابن ابی ابن سلول وغیرہ، تو ان منافقین نے تقریریں کیں کہ بھائی یہ اہل مکہ شجاع اور بہادر اور لڑاکے لوگ ہیں اور یہ صحابہ جو تشریف لائے ہیں۔ یہ بھی مکے کے باشندے ہیں، اپنے گاؤں واسے آپس میں جو بھی کچھ کریں، کریں۔ ہم ان کو جواب دیں گے کہ تم پہلے جاؤ یہاں سے، تاکہ لڑائی ہمارے ہاں نہ آئے۔ لیکن جو نوجوان تھے انہوں نے کہا کہ جب تک کہ ہماری زندگی ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کسی صحابیؓ کو کبھی بھی مدینہ منورہ سے باہر جانے نہیں دیں گے۔ ہم کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتے نہ کفار کی دھمکیوں پر عمل کریں۔

فرصتِ جہاد | تو اس وقت جب کافروں کو یہ اطلاع ملی کہ اہل مدینہ جو زمیندار لوگ ہیں انہوں نے

بھی ہمارا مقابلہ شروع کیا ہے۔ تو پھر ان کافروں نے اس وقت سے تیاری شروع کی کہ جتنا ہو سکے سامان اور غلہ جمع کر دیا کہ ہم مدینہ منورہ پر حملہ کر کے ان انصار کو بھی شہید کر دیں۔ اور جو مہاجرین ہیں ان کو بھی شہید کر دیں۔ تو اس وقت پھر مسلمانوں کو چارہ نہ رہا بغیر جہاد کے۔ نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (الحجہ ۳۹) اب تمہیں اجازت ہے۔ دیکھو اگر شیر، چیتا، یا کتا حملہ کرتا ہے تو کیا ہم کھڑے رہیں گے۔ یا اس کے حملے سے اپنے آپ کو بچائیں گے۔ اگر سانپ یا بچھو سانے آئے اور وہ ہم پر حملہ کرے تو کیا اپنے آپ کو بچائیں گے یا نہیں بچائیں گے۔ ۱۳ برس تک مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدافعت کی اور صحابہؓ سے کہا کہ کچھ بھی نہ کرو۔ صحابہؓ زخمی ہو کر بھی صبر کرتے، کافروں کو ان کو تکلیفیں پہنچاتے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے صبر کرو۔

دوسرے کا مارنا آسان ہے، لیکن خود پیٹ جانا اور صبر کرنا یہ مشکل کام ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت صحابہؓ کو وہی کہ خود تکالیف برداشت کرو۔ ۱۴ برس کے بعد پھر مجبوراً یہ اجازت جہاد کی ملی بھٹی اللہ کی طرف سے۔ اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔ اور یہ فرمایا اللہ نے کہ تم کو گھروں سے نکالا گیا۔ اور اگر اب بھی تم کافروں سے نہ لڑو تو یہ مساجد ویران ہو جائیں گی۔ یہ مدارس ختم ہو جائیں گے، یہ عبادت ختم ہو جائے گی۔ پھر کوئی بھی نہیں رہے گا۔ تم ان کے ساتھ اب مدافعت کر سکتے ہو۔ اور میں نے آپ سے عرض کیا کہ مدافعت کا مطلب یہ ہے جیسے کہ سانپ اور بچھو کو قتل کرتے ہیں کہ نہیں کرتے؟ یہ نہیں کہ وہ کاٹیں تو تب قتل کرو بلکہ کاٹنے سے پہلے قتل کرو۔ تو یہ بھی جائز ہے۔ کہ جس کافر سے ہمیں خطرہ ہو جائے جیسے روس ہے کہ اب خدا اس کو طاقت نہ دے کہ وہ پاکستان پر حملہ کرے، لیکن کیا ہم اس کا انتظار کریں گے۔؟ نہیں، اس کا انتظار نہیں بلکہ ہمیں چاہئے کہ وہاں جا کر اس کی گردن پر بیٹھ جائیں۔

بہر تقدیر تیرہ برس مکہ میں اور ایک برس مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا، صحابہؓ نے صبر کیا۔ اور کفار کی تکلیفوں کو برداشت کیا، پھر اس کے بعد جب مجبور ہوئے اور کافروں نے بھی ارادہ کیا کہ مدینہ پر چڑھائی کریں گے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اجازت دی کہ تم بھی تیاری کرو۔ تو سب سے پہلے جس عمت کو بھیجا اس میں ابوا، پھر ابو، پھر عثیرہ، یہ تینوں مواقع میں ان کو بھیجا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوں میں شریک ہوئے۔ اور ان کی مدافعت کی تفصیلات بہت لمبی چوڑی ہیں جن کے بیان کے لئے کافی وقت درکار ہے۔ اس لئے سلسلہ کلام یہاں ختم کرتا ہوں۔

حضور کا وسیلہ | یہ بھی آپ یاد رکھیں کہ بخاری شریف کے افتتاح اور ختم کے موقع پر جو دعا ہو اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ آپ کو یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی چھوٹے تھے عمر کے لحاظ سے،

ابوطالب ان کے چچا ہیں۔ ایمان اگرچہ نہیں لائے۔ لیکن ان کی وفاداری اور خدمت گاری بڑی ہے۔ قحط پڑا تو ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اپنے بھتیجے کو لے کر کے خانہ کعبہ کے غلاف کو ہلا کر اللہ سے عرض کیا کہ

وَابْيَضَ يَسْتَقِي النِّعَامَ بِوَجْهِهِ
يَكْزِبُهُ الْهَلَاكُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
شمال اليتامى عصمة بلال رامل
فهم عنده في نعمة وفواخل

ترجمہ ابیات :- ۱۔ وہ سفید چہرے والا جس کے چہرے کی برکت سے بادلوں سے پانی مانگا جاتا ہے۔
۲۔ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی داد رسی کرنے والا ہے۔ ۳۔ اس کی پناہ میں آجاتے ہیں اولادِ ہاشم میں سے ہلاکت کی تر میں پہنچنے والے۔ ۴۔ پس یہ لوگ اس کے ہاں نعمت اور فضیلت والے ہیں۔

اس نے کہا کہ یہ نورانی چہرہ ہے اور میں اس چہرے کی برکت سے بارش کی طلب کرتا ہوں کہ یا اللہ! یہ برکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں یہ برکت ہے کہ جس چیز کے لئے آپ دعا کریں گے اللہ وہ دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔ شیخ جمال الدین صاحب ایک بڑے عالم ہیں، وہ کہتے ہیں میرے استاد شیخ اصیل الدین نے کہا کہ میں مشکلات میں پھنس گیا تھا۔ ایک سو بیس دفعہ میں نے تجربہ کیا کہ ہر مشکل کے لئے ختم بخاری شریف کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو حل کر دیا۔ تو جہاں بخاری شریف کا سبق ہوتا ہو جیسے یہاں اس مدرسے میں ہو رہا ہے۔ اور حضرت مولانا پڑھاتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس بستی کو، اس قصبے کو، اس علاقے کو، اس گاؤں کو زلزلوں سے قحط سے وبائی امراض سے اور دیگر ظلمتوں، پریشانیوں اور مصیبتوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتے ہیں۔ چند منٹ کے لئے آپ اس کو غنیمت سمجھ کر جہاں بخاری شریف پڑھائی جائے شرکت فرمالیا کریں تو اللہ تعالیٰ یہ برکت حدیث بر قسم کی مصیبتوں اور مشکلات کو دفع کر دیں گے۔

حدیث کی اہمیت اور دعا | یا اللہ! ہمارے ان بھائیوں کو، ان طلباء کو، ان علماء کو، ان اساتذہ کو، ان

مدرس کو، دین و دنیا کی ترقی عطا فرما۔ یا اللہ سب کو کتاب اللہ کا اور حدیث کا علم عطا فرما۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں اگر حدیث نہ ہوتی تو قرآن کو کوئی نہ سمجھتا۔ ٹھیک ہے۔ اب نماز کا قرآن میں حکم ہے کہ نماز پڑھو، اب معلوم نہیں کتنی رکعتیں ہیں؟ کس وقت پڑھیں؟ یہ تو حدیث نے ہمیں بتایا۔ قرآن میں ہے حج ادا کرو، لیکن یہ تو نہیں بتایا کہ طواف کیسا ہوتا ہے۔ سعی صفا اور مروہ کی کیسے ہوتی ہے۔ تو حدیث کی برکت سے قرآن سمجھ میں آتا ہے۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں جو آئمہ کے اقوال ہیں۔ یہ حدیث کی شرح ہیں۔ اور حدیث شرح ہے قرآن شریف کی۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور آپ کو کتاب اور حکمت کا، قرآن اور حدیث کا علم عطا فرمائے اور آپ سب حضرات جو یہ مساعی جمیلہ کر رہے ہیں ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کے تمام مقاصد پورے فرمائے۔ آپ خدا کی کتاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب اور دین کی کتاب کی حفاظت کریں گے۔ و آخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین۔